23

سورہ کوثر میں اسلام کے چار رکن

(فرمودہ ۲ ر ستمبر ۱۹۲۱ء بمقام آسنور)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ کوثر کی تلاوت کر کے فرمایا۔
میں نے غالباً عید کے موقعہ پر یہ سورت پڑھی تھی۔ اور گو جو مضمون میں نے اس خطبہ میں بیان کیا تھا وہ اس کے ساتھ ہی تعلق رکھتا تھا۔ مگر خاص اس سورۃ کا ترجمہ اور تفسیر بوجہ قلت وقت نہ کر سکا۔ اسس لئے میں اس جمعہ کے خطبہ میں جو غالباً اس مقام میں ہمارا آخری جمعہ ہو گا۔ کیونکہ انشاء اللہ اسی ہفتہ میں جانے کا ارادہ ہے۔ اس سورت کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔
سورہ کوثر ایک چھوٹی اور مختصر سورۃ ہے۔ گو اس کی صرف چار آیتیں ہیں لیکن اگر اس کے مضمون پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا کہ اس کے اندر اسلام کے چار رکن بیان ہیں۔ جن پر اسلام قائم ہے۔ اور وہ یہ ہیں (۱) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** (۲) **انا اعطیناک الکوثر** (۳) **فصل لربک وانحر** (۴) **ان شانئک ھوالابتر** یہ چار ٹکڑے چار ستون ہیں جن پر اسلام قائم ہے۔ ہر ایک ٹکڑہ ایک ستون کا کام دیتا ہے۔ اور جس طرح اگر کسی عمارت کا کوئی ستون نکال لیا جائے تو عمارت گر جاتی ہے۔ اسی طرح ان میں سے اگر کوئی حصہ نکال لیا جاوے تو اسلام کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک یہ چاروں باتیں کسی مذہب میں نہ ہوں وہ مذہب سچا نہیں ہو سکتا۔ یہ چاروں باتیں اسلام کی سچائی بلکہ اسلام کی فضیلت دوسرے مذاہب پر ثابت کرتی ہیں۔

پہلا رکن **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یعنی ہم اللہ کا نام لیکر شروع کرتے ہیں ہر ایک کام کو۔ اس اللہ کا نام لیکر جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یعنی وہ بغیر کسی محنت کے اپنی طرف سے فضل اور انعام کرتا ہے۔ خدمت یا محنت کا اس میں کوئی دخل اور تعلق نہیں۔ مثلاً آنکھیں، ناک، کان وغیرہ ہمیں کسی کام کے بدلے میں نہیں ملے۔ روٹی تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر آنکھ، کان وغیرہ کسی محنت کے بدلے میں نہیں۔ اسی طرح محنت سے گیہوں پیدا نہیں ہوئی۔ کیونکہ

بیج تو خداتعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اگر بیج نہ ہوتا تو انسان کتنی بھی محنت کرتا گیہوں نہ پیدا کر سکتا۔ پھر محنت سے پانی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اسی طرح گٹھلی یا شاخ کے بغیر انسان کتنی بھی محنت کرے درخت نہیں اگا سکتا۔ تو بندہ عرض کرتا ہے میں اسی کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جو بغیر کوشش کے فضل کرنے والا ہے پھر جو رحیم بھی ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ چیزیں ایک دفعہ بنا کر چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی ان نعمتوں کو اچھی طرح استعمال کرے تو اور انعام کرتا ہے۔ صدقہ تو بہت لوگ کرتے ہیں مگر ان کے اور اللہ کے صدقہ میں بہت فرق ہے۔ لوگ صدقہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پورا کر لیا مگر اللہ تعالیٰ صدقہ کرتا ہے اور جب بندہ اچھا استعمال کرتا ہے تو اور انعام کرتا ہے پھر بندہ کرتا ہے اور اللہ اور بڑھاتا ہے۔ پہلوان کی مثال دیکھ لو۔ وہ پہلے دن اکھاڑے میں جاتا ہے تو اس کا جسم اور لوگوں کی طرح کا ہوتا ہے۔ لیکن وہ جوں جوں خداتعالیٰ کے دیئے ہوئے جسم کو اچھی طرح استعمال کرتا ہے۔ توں توں اس کا زور بڑھتا ہے۔ یہ تو جسم کے متعلق ہوا۔ اب دماغ کے متعلق دیکھ لو۔ ایک لڑکا محنت کرتا ہے تو اس کا دماغ خالی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ زیادہ تیز ہوتا ہے۔ پھر وہ اور کوشش کرتا ہے۔ اور دن بدن ترقی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ عالم کہلانے لگتا ہے۔ اور لوگوں کے نزدیک اپنے علم کی وجہ سے قابل تعظیم ہو جاتا ہے۔ پس ہر سچے مذہب کا ایک رکن یہ ہوتا ہے یعنی یہ یقین کہ خدا ہے۔ اور اس میں تمام طاقتیں ہیں۔ اور وہ بندوں پر فضل کرتا ہے اور ان کی ہمت کو بڑھاتا ہے اور اس کا قانون بنا ہوا ہے۔ جس پر چل کر بندہ انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس کے سوا مذہب نہیں ہو سکتا۔ تو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سے عقیدہ کی درستی کا اظہار ہو گیا۔ یعنی ہم اللہ کو مانتے ہیں اور تمام صفات حسنہ کا مالک یقین کرتے ہیں۔

دوسرا رکن اسلام کا **انا اعطیناک الکوثر** ہے یعنی وہ خدا جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے کہتا ہے کہ اے رسول میں نے تجھ کو کوثر دیا ہے۔ ایک تو کوثر اس چشمہ کا نام ہے جو جنت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔ یہ آنحضرتؐ کے خاص انعامات میں سے ہے۔ اور اس میں سے پینا معرفت الٰہی میں ترقی کرنے کے ذرائع میں سے ہے۔ دوسرے کوثر کے معنی بڑی خیر والے آدمی کے بھی ہیں۔ا۔ اس لئے اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے رسول میں نے تیرے لئے ایک ایسا آدمی مقرر کیا ہے جو دنیا کی بڑی اصلاح کرے گا۔ یہ بھی سچے مذہب کی علامت ہے کہ دشمن کے حملہ کو بچا سکے اور جب مذہب کو ضرورت ہو اس وقت ایسا آدمی بھیجا جاوے جو اصلاح کرے۔ دیکھ لو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کی کیا حالت ہے۔ وہ بندہ جو خدا کی توحید قائم کرنے آیا تھا۔ اب اس کی پرستش ہو رہی ہے۔ ایک سے تین خدا بنا لئے بلکہ بعض تو حضرت مریم کو بھی خدا خیال کرتے ہیں۔ تو عیسائیت کی اصل حالت نہیں رہی یہ لوگ شریعت کو لعنت سمجھتے

ہیں۔ مسئلہ کفارہ پر یقین کرتے ہیں۔ غرضیکہ یہ عقائد وہ نہیں جو حضرت عیسیٰؑ لائے تھے۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کی حفاظت نہ کی۔ اور اب دور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مقرر تھا۔ اگر اب یہ مذہب مقبول خدا ہوتا تو ان میں سے کوئی آتا جو اس کو صاف کرتا اور اس کے اندر جو میل ملا دی گئی تھی اس کو دور کرتا۔ جس طرح کپڑا میلا ہو جائے تو اس کو دھو کر صاف کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر دوبارہ نہ پہننا ہو۔ تو پھاڑ کر پھینک دیتے یا جلا دیتے ہیں۔ چونکہ اب اللہ تعالیٰ نے نیا دین بھیجا تھا۔ ایک نیا جامہ تیار کرنا تھا۔ جس کو رسول کریمؐ لائے۔ اور جس کو ابوبکرؓ۔ عثمانؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ اور دوسرے صحابہ نے پہنا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ اس لئے خدا کو اس پرانے کپڑے کا رکھنا منظور نہ ہوا۔ خرابی تو ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر مذہب میں ہو جاتی ہے۔ مگر جس طرح کپڑے میلے ہو جاتے ہیں پہننے والے دھوئے جاتے ہیں اور نہ پہننے والے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو دین ہمیشہ رکھنا ہو۔ اس کو صاف کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے بھیجتا رہتا ہے۔ اور اگر کسی دین میں خرابی تو پیدا ہو گئی ہو۔ مگر اس کی اصلاح کرنے والے نہ آئیں تو جان لو کہ اس مذہب کا قیام خدا کو منظور نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی تو نہ گھبرا کہ تیرا جامہ پہلے نبیوں کے جاموں کی طرح نہ ہو گا۔ جو صفا نہ ہوئے بلکہ پھینک دیئے گئے۔ ہم نے تیرے لئے ہر ایک قسم کے خزانے مقدر کئے ہیں حتیٰ کہ ایسے آدمی مقرر کئے ہیں جن کے اندر بڑی پاکیزگی ہوگی۔ جو تیرے دین کی صفائی کریں گے۔ اور دنیا کی اصلاح کی قابلیت رکھتے ہوں گے۔ اور جب کبھی دین کے اندر خرابی پیدا ہوگی۔ وہ اس کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ اور اس طرح یہ مذہب مٹ نہیں سکے گا۔ کہتے ہیں چوں قضا آید طبیب ابلہ شود۔ جب موت آتی ہے حکیم کی عقل ماری جاتی ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے لئے ادبار مقدر تھا۔ اس وجہ سے معمولی عقل کے مسائل بھی ان کے ذہن سے نکل گئے۔ یہ کیسا موٹا مسئلہ ہے۔ جس مکان کی مرمت نہ ہوگی وہ کب تک سلامت رہے گا۔ جس کھیت کی خبر گیری نہ ہوگی۔ وہ خراب و تباہ ہو جائے گا۔ اسی طرح جو دین خدا کی طرف سے ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اس کی حفاظت اور صحت کے لئے ہمیشہ خدا آدمی مقرر کرتا رہتا ہے یہ لوگ مانتے ہیں کہ اسلام ہمیشہ رہے گا۔ مگر اس کی حفاظت کے سامانوں کو نہیں مانتے۔ ہمیشگی کے دو ہی طریق ہیں۔ یا تو وہ خراب ہی نہ ہو۔ اور اس میں تغیر ہی نہ آئے یا اگر اس میں خرابی اور تغیر ہو تو اس کی درستی کے سامان بھی ہوتے رہیں۔ جیسے سورج اور چاند جن میں خرابی نہیں ہوتی۔ ان کو کسی بیرونی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ مگر سیب کے درخت تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی حفاظت انسان کے سپرد ہے۔ اگر ایک درخت خراب ہو جاوے۔ تو اس کی جگہ نیا لگایا جاتا ہے اور اگر نہ لگایا جائے۔ تو آخر ایک دن یہ درخت ہی دنیا سے معدوم ہو جائے۔ پس یا تو وہ چیز

قائم رہتی ہے جو خراب ہی نہ ہو۔ یا وہ جس میں بار بار درستی ہوتی رہے مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام قیامت تک رہے گا۔ مگر اس پر غور نہیں کرتے کہ کس طرح رہے گا یا تو یہ کہیں کہ اسلام بدلا نہیں۔ اور آج کل بھی صحابہؓ جیسے ہی مسلمان موجود ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتے۔ اسلام بدلا تو ضرور ہے۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اسلام کی اصلاح کا سامان بھی خدا نے پیدا کیا ہے۔ مگر عجیب بات ہے۔ کہ ایک طرف تو ہمیشگی کا اعتقاد ہے۔ اور دوسری طرف اس کی اصلاح کے سامان نہیں مانتے اگر اسلام نے قیامت تک رہنا ہے۔ تو اس کی درستی اور اصلاح کے لئے آدمی آنے چاہئیں۔

انا اعطیناک الکوثر میں یہ پیشگوئی ہے۔ کہ اے رسول تیری قوم بگڑے گی تو سہی۔ مگر تیرے لئے ایک ایسا عظیم الشان مصلح مقرر ہے۔ کہ وہ قوم کی اصلاح کر کے ان کو اصل حال پر لاوے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے۔

پہلی بات صفات کاملہ کے مالک خدا پر ایمان' دوسری ایمان کی درستی کے سامان ہیں۔ اور باقی دو باتیں بندوں کے متعلق ہیں۔

تیسرا رکن **فصل لربک وانحر** ہے یعنی نفس کی اصلاح اور حقوق العباد کی نگہداشت کرو قربانیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ جسم کی یا مال کی۔ اور ان دونوں سے اپنے آپ کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی مثلاً زکوٰۃ دینے والے کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور جن کو ملے ان کو بھی۔ اسی طرح اخلاق حسنہ انسان کو خود بھی خوشنما بناتے ہیں۔ اور لوگوں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کی عزت ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو تکلیف اور دکھ سے نجات۔ تو فرمایا کہ نمازیں پڑھ کر اپنی اصلاح کرو۔ اور قربانی کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچاؤ۔

چوتھا رکن جس کے بغیر کوئی مذہب مکمل نہیں ہوتا یہ ہے۔ کہ اس کے دشمن تباہ کئے جاویں۔ کیونکہ اگر یہ نہ ہو۔ تو نیکی اور بدی میں ہمیشہ لڑائی جاری رہے۔ اور ترقی امن کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے جب ان کا ایک شاگرد تعلیم حاصل کر کے واپس جانے لگا تو انہوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر شیطان نے حملہ کیا تو کیا کرو گے اس نے جواب دیا مقابلہ کروں گا۔ انہوں نے کہا۔ اگر اس نے پھر حملہ کیا تو پھر اس نے جواب دیا کہ پھر مقابلہ کروں گا۔ تیسری دفعہ انہوں نے یہی سوال کیا۔ اور اس نے وہی جواب دیا۔ اس پر انہوں فرمایا۔ اس طرح تو مقابلہ میں ہی ساری عمر گذر جائے گی۔ اس نے عرض کی۔ پھر آپ ہی فرمایئے میں کیا کروں؟ انہوں نے کہا اچھا ایک بات بتاؤ۔ اگر تم اپنے دوست کو ملنے جاؤ اور اس کے دروازے پر ایک کتا بندھا ہو جو تمہیں اندر جانے سے روکے تو تم کیا کرو گے؟ اس نے جواب دیا کہ کتے کو ماروں گا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اگر کتا پیچھے ہی پڑ جاوے تو؟ اس نے کہا اگر باز نہ آے تو مالک کو آواز دوں گا کہ اس کو ہٹائے۔ انہوں

نے فرمایا یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہونا چاہیئے۔ شیطان خدا کی راہ میں کتے کا کام کرتا ہے۔ اول تو انسان اس کو ہٹانے کی کوشش کرے۔ اگر نہ ہٹے تو پھر خدا ہی کو آواز دے اور اس سے مدد مانگے۔ پس جب تک دشمن راستے سے نہ ہٹ جائے۔ اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے فرمایا تیرا دشمن ہلاک ہو گا۔ اور تیرا راستہ صاف کیا جاوے گا۔ تاکہ مسلمان بے خوف و بے خطر خدا تک پہنچ سکیں۔

جب تک یہ چاروں رکن نہ ہوں۔ تب تک نہ کسی مذہب کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے۔ نہ اس کا قیام ہو سکتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے رسول یہ چاروں ستون تیرے مذہب میں موجود ہیں۔ اور جب تک بندہ ان چاروں ستونوں پر کھڑا نہ ہو۔ اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ایمانوں کو ان چاروں ستونوں پر قائم کرو اول تمام صفات کاملہ کے مالک واحد خدا پر ایمان لاؤ۔ پھر خدائی سامانوں پر بھی یقین رکھو۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کو بھیجا۔ اور اپنے اس وعدہ کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ فراموش نہیں کیا۔ دیکھو ایک وہ زمانہ تھا کہ عیسائیوں کے سامنے مسلمانوں کا دم نکلتا تھا۔ اب ہم ان کے گھر پر حملہ کرتے ہیں اور وہ ہمارے آگے آگے بھاگتے ہیں۔ تیسری بات آپ کے ذمہ ہے کہ اپنے اعمال کی درستی کرو۔ اور دوسروں کی اصلاح کی بھی فکر کرو۔ آپ بھی فائدہ اٹھاؤ۔ اور لوگوں کو بھی فائدہ پہنچاؤ۔ چوتھے یہ کہ تمہارے دشمن خائب و خاسر ہونگے۔ مگر شرط یہ ہے کہ بندہ بھی کوشش کرے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی پورے زور سے لڑتے تھے۔ اب دشمن کو ہلاک کرنے کی کوشش سے مراد مارنا نہیں۔ بلکہ حق کے دلائل و براہین پیش کرکے اسے شرمندہ کرے۔ پھر جب بندہ اپنا کام کرتا ہے۔ اور دشمن ضد سے باز نہیں آتا۔ تو خدائی تلوار اٹھتی ہے۔ اور اسے ہلاک کرتی ہے۔

چونکہ اس سورت میں اپنوں اور دوسروں سے بھلائی کا ذکر ہے۔ اس لئے ایسی باتوں کا پھر اعادہ کرتا ہوں۔ جو اس ملک میں خصوصیت سے ہیں۔ یہاں عام طور پر عورتیں شاکی ہیں۔ کہ خاوند گالیاں دیتے ہیں۔ گالی دینا کمزوری اور بزدلی کی علامت ہے بعض وجوہات سے اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے۔ لیکن یونہی مارنا' پیٹنا اور گالیاں دینا جائز نہیں۔ گالیاں تو کسی صورت میں جائز نہیں مارنا بھی مجبوری کے وقت جب عورت کھلی کھلی بے حیائی کرے۔ جائز ہے۔ مگر وہ بھی اتنا کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ عورتوں سے رافت اور حسن سلوک کا حکم ہے۔ لوگوں کے اس حکم کو قطع نظر کرنے سے آج کل دشمن اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک عورت کی بڑی گری ہوئی حیثیت ہے۔ لیکن دراصل عورتیں ویسی ہی ہیں جیسے مرد یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے

تمہارے ذمہ امانت ہے سو اس کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔ جو عورتوں پر سختی کرتا ہے۔ وہ اپنی بزدلی کا اظہار کرتا ہے۔ بہادر تو بہادر سے مقابلہ کرتا ہے۔ کمزوروں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ پس عورتوں سے نیک سلوک کرو۔

پردہ کے متعلق پہلے بھی کہا تھا اب پھر کہتا ہوں۔ گھر میں سر ننگا رکھنا ناجائز نہیں۔ باہر جانے کے لئے چادر یا برقعہ کی ضرورت ہے۔ لیکن عادت کا اثر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے عام طور پر مسلمان عورتیں گھر میں بھی سر پر کپڑا رکھتی ہیں۔ تاکہ باہر جاکر بھی رکھنے کی عادت ہو جائے۔ مجھے یہ سنکر بہت تعجب ہوا۔ کہ یہاں قریب ہی اہل حدیث کا ایک گاؤں ہے۔ جہاں عورتوں میں پائجامہ پہننے کا رواج ہے۔ مگر احمدی ابھی پیچھے ہیں۔

میں نے پچھلی دفعہ سیکرٹری' محاسب وغیرہ کے انتخاب کے لئے کہا تھا مگر مجھے اب تک بتایا نہیں گیا کہ کون کون مقرر ہوئے ہیں۔ اگر ابھی تک مقرر نہیں ہوئے۔ تو اب جمعہ کے بعد مشورہ کرکے مجھے اطلاع دیں۔

میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ یہ خدا نے ایک موقع دیا ہے۔ اس کو غنیمت جانو۔ اپنے نفسوں کی درستی کرو۔ اپنے اعمال سے اپنے احمدی ہونے کا اظہار کرو۔ سچے دین کی سچائی سچے اعمال سے ثابت کرو۔ محض دعویٰ سے کچھ نہیں ہوتا۔ اسلام کا دعویٰ کرنے والے تو پہلے بھی بہت موجود تھے۔ تم اپنے اندر بیّن فرق پیدا کرو۔ تاکہ تمہاری اصلاح سے لوگوں کو فائدہ ہو۔ مومن کی یہ شرط ہے۔ کہ خدا اس کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ اور اس کے دشمن کو ہلاک کرتا ہے۔ اگر خدا اس کی نصرت اور حفاظت نہیں کرتا۔ تو اس کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں کوئی کمی ضرور ہے۔ مومن کو تو ہر وقت ڈرنا چاہیئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی۔ کہ زور کی آندھی آجائے۔ تو گھبرا جاتے تھے۔ مگر زندہ مومن سے خدا کا معاملہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ خدا اس کی حفاظت کرتا ہے۔ تم زندہ مومن بنو۔ ایسا نہ ہو کہ خدا کے وجود کا پتہ ہی نہ ہو۔ مومن وہی ہے جس کو خدا نظر آجائے۔ اس کو معلوم ہو جائے۔ کہ واقعی خدا ہے خدا ان آنکھوں سے تو نظر نہیں آتا۔ مگر اس دنیا میں اندھے کو کس طرح پتہ لگتا ہے کہ اس کے رشتہ دار ہیں ان کے سلوک سے۔ اسی طرح خدا کے سلوک سے پتہ لگ جانا چاہیئے کہ خدا ہے۔ اور جب تک کوئی ایسا مومن نہیں اس کا ایمان لغو اور فضول ہے۔

(الفضل ۲۲ ر ستمبر ۱۹۲۱ء)

ا؎ بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض